ڈاکٹر بشریٰ تسنیم

عورت افکارِ اقبالؒ کے آئینے میں

علامہ محمد اقبالؒ ایک الہامی شاعر تھے، ان کی شاعری اور نثر قرآن وحدیث کی تشریح ہے اور اس میں صحیح العقیدہ مسلمان کی فکر و آگہی کا نور جھلکتا ہے۔

علامہ اقبال حقیقت میں پوری امت کے حدی خواں اور قائد ہیں۔ امت مسلمہ کا ہر فرد مرد ہو یا عورت حتی کہ بچوں کی فکری راہنمائی بھی ان کے کلام میں موجود ہے۔

اقبالؒ نے مسلمان عورت کا جو نقشہ اپنے کلام میں پیش کیا ہے اس سے عورت کی حرمت نمایاں ہے۔ علامہ اقبالؒ نے جنوری 1929ء میں انجمن خواتین مدراس کی ایک تقریب میں خواتین کے بہت سے سوالوں کے جواب میں ان خیالات کا اظہار فرمایا تھا:

"مجھے یہ اظہار کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اسلام میں مرد و زن میں قطعی مساوات ہے۔ میں نے قرآن پاک کی آیات سے یہی اخذ کیا ہے کہ مقام و مرتبے کے لحاظ سے مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں۔ بعض علما مرد کی فوقیت کے قائل ہیں اور وہ اس کی دلیل میں آیت الرجال قوامون علی النساء پیش کرتے ہیں۔ عربی محاورے کی رو سے اس کی یہ تفسیر صحیح معلوم نہیں ہوتی کہ مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے۔ عربی گرام کی رُو سے قائم پر جب "علیٰ" آئے تو معنی محافظت کے ہو جاتے ہیں۔ مرد عورت کا محافظ ہے ھن لباس لکم وانتم لباس لھن لباس بھی محافظت کے لئے ہوتے ہیں۔ قرونِ اولیٰ کی صحابیات جہاد میں شریک ہوئیں مرد کی محافظت میں رہتے ہوئے حضرت عائشہ نے مردوں کو تعلیم دی ان کی تربیت کی مگر پردہ میں رہ کر۔ عباسی خلافت میں خلیفہ کی بہن قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز تھیں، خود فتویٰ صادر کرتی تھیں مگر مردان کی محافظت سے بے پروا نہ ہوئے تھے۔ عورت کے بحیثیت عورت اور مرد کے بحیثیت مرد بعض خاص علیحدہ علیحدہ فرائض ہیں۔ ان فرائض میں اختلاف ہے مگر اس سے یہ اصول قائم نہیں ہوتا کہ عورت ادنیٰ ہے اور مرد اعلیٰ، اگر آپ ان حقوق پر غور کریں جو اللہ تعالیٰ نے عورت کو عطا فرمائے ہیں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اس دین نے عورت کو کسی بھی درجہ میں مرد سے کم تر نہیں رکھا۔"

اسی تقریب میں علامہ اقبالؒ نے مزید فرمایا۔

"آپ نے اپنے لئے "اسیران قفس" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ان سے مجھے مغربی عورتوں کی تحریک کا خیال آرہا ہے جسے ترکی میں اور یورپ کے دیگر مقامات پر ایمنسی پیشن (Emancipation) مردوں کے غلبہ سے آزادی کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آپ کو لفظِ آزادی پر نہیں جانا چاہیے، آزادی کے درست مفہوم پر غور کرنا چاہیے۔ یورپ کی

آزادی کو ہم خوب دیکھ چکے ہیں، یورپین تہذیب باہر ہی سے دیکھی جارہی ہے۔کبھی اندر سے دیکھی جائے تو رونگٹے کھڑے ہوجائیں۔ بڑھتے ہوئے معیار زندگی کا وہاں لوگوں پر یہ اثر پڑا ہے کہ بعض ماں باپ بچے کی زندگی کا بیمہ کرادیتے ہیں پھر اسے قطرہ قطرہ زہر پلا کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ بچوں کو ایسی ہلاکت سے بچانے کے لئے کئی سوسائٹیاں قائم ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قرآن پڑھیں اور اس کی تعلیم پر غور کریں'' (گفتارِ اقبال، مرتبہ محمد رفیق افضل صفحہ ۸۴،۷۵)

تعدد ازواج کا مسئلہ مسلمان عورت کو ہمیشہ اچنبھے میں ڈالتا ہے کیونکہ مسلمان مرد اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔علامہ اقبال نے اسی تقریب 1932ء میں عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''ان تمام امور میں شریعت اسلامی نے ایک عام اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھا ہے وہ یہ ہے کہ ''الدین یُسر''۔(دین آسان ہے) پھر اسلام میں تعدد ازواج کا حکم نہیں دیا محض اجازت ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسلمان مردوں نے اس اجازت سے بے جا فائدہ اٹھایا۔جس سوسائٹی میں اس قسم کی اجازت نہ ہو اس کو ضرورت کے وقت جن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اس سے آپ ناآشنا نہیں۔جرمنی میں ایک موقع پر یہ ضرورت پیش آگئی تھی۔آخر عہد نامہ ویسٹ فیلیا(West Phalia) میں بیس سال کے واسطے ہر مرد کے لئے تعدد ازواج جائز قرار دیا گیا۔ جب جنگ میں کسی قوم کے مردوں کی تعداد میں خاص کمی واقع ہوجائے تو آئندہ ملکی حفاظت کے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ مرد ایک سے زائد بیویاں کرے۔قرآن پاک میں انہی مصالح کو سامنے رکھ کر اس قسم کی اجازت دی گئی ہے۔''

''جاوید نامہ'' کے نام سے علامہ اقبال کا دیوان 1932ء میں شائع ہوا،اس میں علامہ نے جن الہامی خیالات کا اظہار فرمایا ہے 1995ء میں عورتوں کی بیجنگ کانفرنس کے احوال میں حرف بحرف صحیح ثابت ہوا ہے۔

مولانا رومیؒ کی رفاقت میں جب علامہ اقبال ''فلکِ مریخ'' سے گزرتے ہیں تو وہاں نبوت کی جھوٹی دعوے دار عورت کے خطاب کو سننے کا موقع ملتا ہے، وہ اپنی پیروکار عورتوں سے کہتی ہے۔

اے زناں، اے مادراں اے خواہراں
زیستن تا کے مثالِ دل براں

ماؤ، بہنو تم کب تک مرد کی غلامی اور دلبری کرتی رہوگی۔ مرد اپنی جھوٹی محبت کے ذریعے تمہارا استحصال کرتا ہے،زندگی کی دل آزاری، بچوں کی پیدائش کا جنجال ہے شوہر اور اولاد کے بغیر زندگی کتنی حسین و دلفریب ہے۔

از اومومت زرد روئے مادراں
اے خنک آزادئ بے شوہراں

اور وہ مزید عورتوں کو بغاوت پر اکساتی ہے کہ

خیز و با فطرت بیا اندر ستیز
تاز پیکارِ تو حر گردد کنیز

یعنی ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ رحم مادر کے علاوہ کسی اور مصنوعی طریقہ سے آئندہ نسل کی پیدائش و افزائش ہو اور ہمارا استحصال بند ہو۔ہمیں مرد کی چیرہ دستی اور ظلم و وحشت کے خلاف اعلان جنگ کردینا چاہیے۔

علامہ اقبالؒ کے روحانی استاد مولانا رومیؒ اس پر تبصرہ کرتے ہیں۔

مذہبِ عصرِ تو آئینے نگر
حاصلِ تہذیبِ لا دینے نگر

مغربی تہذیب کا سب سے بڑا ظلم یہی ہے کہ وہ قوانین قدرت اور انسانی فطرت سلیمہ کی مخالفت سمت میں چل رہی ہے۔ حیا اور عفت کا اس میں کوئی مقام و مرتبہ نہیں۔

وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پر کار وسخن ساز ہے نمناک نہیں ہے
بے کاری و عریانی وے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات

''جنت ماں کے قدموں تلے ہے'' علامہ اقبال اس کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ ''رموزِ بے خودی'' میں ایک باب کا عنوان ہی ماں کے کردار پر ہے اور ماں کے احترام اور اس جذبہ ماتا کی حفاظت پر ہے۔

نیک اگر بینی امومت رحمت است
زانکہ اُو را با نبوت نسبت است
از امومت پختہ تر تعمیر ما
درخطِ سیمائے او تقدیر ما
گفت آں مقصود حرفِ کن فکاں
زیر پائے امہات آمد جناں
حافظِ رمزِ امومت مادراں
قوتِ قرآں و ملت مادراں

اقبالؒ کی نظر میں حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کی زندگی مسلم عورتوں کے لئے مکمل اسوہ حسنہ ہے۔ حضرت مریمؑ کی عظمت، حضرت عیسیٰؑ کی والدہ ہونے کی حیثیت سے ہے مگر سیدہ فاطمہؓ کو تین مبارک نسبتیں عطا کی گئیں۔ بیٹی ہونے کی حیثیت سے، بیوی ہونے کی حیثیت سے اور حسنینؓ کی والدہ ہونے کی حیثیت سے۔

مریم از یک نسبتِ عیسیٰؑ عزیز
از سہ نسبت حضرتِ زہراؓ عزیز

مزید فرمایا۔

مزرعِ تسلیم را حاصل بتولؓ
مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ

عورت کی تعلیم کے بارے میں علامہ اقبالؒ کا نظریہ یہی تھا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا شعور حاصل کرے اور اپنے میدان میں کمال حاصل کرے۔ وہ خاتونِ خانہ ہو، چراغ خانہ ہو شمع محفل نہ ہو۔ مغربی معاشرت کے بارے میں سوال کرتے ہیں:

کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مرد بے کار و زن تہی آغوش

ان کا واضح نقطۂ نظریہ تھا جو آج بھی حقیقت ہے کہ:

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ امومت
ہے حضرتِ انساں کے لئے اس کا ثمر
موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

ضرب کلیم میں علامہ اپنے افکار عالیہ میں فرماتے ہیں کہ

عورت اگر آزادانہ گھومے پھرے گی تو اس آزادی کا صلہ اسے ''زمرد کے گلوبند'' سے محرومی کی صورت میں ملے گا۔

''زمرد کا گلو بند'' یعنی وہ مقام و مرتبہ، عزت، احترام، تقدس، احساس ذمہ داری جو اسلام نے اس کے مقدر میں لکھا ہےاس سے وہ محروم ہو جائے گی۔

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے
فاش
مجبور ہیں، معذور ہیں مردانِ خردمند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیٔ نسواں کہ زمرد کا گلو بند

ضرورت اس امر کی ہے کہ کلام اقبال کو ''بیمار امت'' کی مسیحائی کے لئے استعمال کیا جائے۔ قرآن پاک، سنت و سیرتؐ کی اشعار میں تشریح روح کو اک نئی آبیاری عطا کرتی ہے۔ نغمگی، ترنم، الفاظ کی خوبصورتی انسانی فکر میں ارتعاش پیدا کرتی ہے۔ جذبوں کو جگانے، خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے اور جوش و جذبہ و غیرت دلانے کے کام آتی ہے۔ علامہ اقبال کا فارسی کلام، اردو کلام کے ساتھ سیکھا جائے، سکھایا جائے۔ تعلیمی ادارے، قرآن فہمی کی کلاسز لینے والے استاد، پرائیویٹ تعلیمی ادارے، اکیڈمیاں ایک مہم کے طور پر اس زندہ کلام کے ذریعے ''زندگی'' پانے کی منصوبہ بندی کریں۔ بقول اقبالؒ

اٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا افقِ خاور پر
بزم میں شعلہ نوائی سے اجالا کر دیں